New Era Magazine www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بابلاں وے بابلاں

از بنتِ سید

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

انا جاؤ بیٹا۔۔سامنے کاشف کی دکان سے یہ گھر کا کچھ سودا سلف لادو۔

صائمہ نے تیزی سے سلائی مشین چلاتے ہوئے انا کو کہا۔

اماں۔۔۔آپ خود جاکر کیوں نہیں لے آتیں۔۔

انا نے منہ بنایا۔

میں خود ہی چلی جاتی۔۔۔مگر آج مجھے ہر حال میں یہ سوٹوں کی سلائیاں مکمل کرنی ہے اور پھر وہ دکان جلدی بند کردے گا آج۔۔۔کیا کھاؤگی آج۔۔کیا کھاؤں گی پھر؟؟گھر میں کچھ نہیں رکھا ہوا کھانے کے لیے۔۔ مجھے لگا تھا انا کہ اس واقعے کے بعد کچھ تو تم سنبھل جاؤگی۔۔۔کچھ تو احساس ہوگا تمہیں۔۔۔مگر افسوس تم تو اب بھی ویسی ہی ہو۔

ان کی آواز میں واضح دکھ چھلک رہا تھا۔

اوہو۔۔۔اماں۔۔۔خوامخواہ میں اتنا لیکچر دے دیا۔۔میں کبھی آج تک ایسے دکانوں پہ نہیں گئی بس اس لیے منع کررہی تھی۔لادیتی ہوں ابھی جا کر۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اپنی کتابیں ایک طرف کرتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

ایسے بہت سے کام ہیں انا جو میں بھی آج زندگی میں پہلی بار کررہی ہوں۔جیسے لوگوں کے کپڑے سلائی۔اب زندگی اتنی آسان نہیں رہی انا۔۔۔

ہونہہ۔۔۔۔زندگی تو کبھی بھی آسان نہیں تھی۔۔

انا نے محض دل میں سوچا۔

تم اب اتنی چھوٹی نہیں ہو کہ حالات کی سنگینی کا اندازہ نہ کر سکو۔۔۔ ماشااللہ بارہویں جماعت کی طالبعلم ہو تم۔انشااللہ اگلے سال سے یونیورسٹی بھی جانے لگ جاؤگی۔۔

انا کے پرچی اور پیسے اٹھانے اور چادر اوڑھ کر دروازے تک جانے تک لیکچر ہنوز جاری رہا تھا۔

اماں۔۔۔۔اتنے پیسے ہوں گے آپکے پاس کہ مجھے یونیورسٹی میں داخلہ دلوا سکیں؟؟

سر جھٹکتی وہ دروازہ عبور کرتی چلی گئی تھی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

ارے۔۔۔زہےنصیب۔۔۔آج تو ہماری دکان کی قسمت کھل گئی۔۔۔
میں نے تو خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ میری دکان کی قسمت کبھی
ایسے بھی جاگے گی۔۔

اسے نظروں کے حصار میں لیے اپنی بکواس جاری رکھتے ہوئے کشف نے
دکان کے خالی ہونے کا بھرپور فائدہ اٹھایا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ سامان چاہیے۔۔۔

انا نے کپکپاتے ہاتھوں سے اماں کی تھمائی ہوئی پرچی کاؤنٹر پہ رکھی تھی۔
زندگی میں پہلی بار وہ ایسے کسی مرحلے سے گزر رہی تھی۔اسکی روح تک
کانپ کر رہ گئی تھی۔

اررے۔۔۔یہ تو گھر کا سودا سلف ہے بس۔۔تم پہلی بار میری دکان پہ
آئی ہو۔۔جس چیز پہ بھی انگلی رکھو گی نا وہ تمہارے لیے ہوگی میری

طرف سے۔۔۔

کشف آنکھ مارتے ہوئے اسکی طرف مزید جھکا تھا جبکہ وہ بدک کر دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔اسکے لیے مزید وہاں کھڑے رہنا محال ہوگیا تھا۔

نہیں بس یہی سب چاہیے۔۔

وہ کہہ کر کاؤنٹر سے کچھ فاصلے پہ کھڑی ہوگئ تھی۔

ارے تمہارے تو آج بھی اتنے ہی نخرے ہی۔۔۔ہونہہ۔۔۔ہم سے بنا کر رکھو گی تو تمہارا ہی فائدہ ہے۔مجھ سے دوستی کرلو تو تمہارے دن پھیر دوں گا ورنہ ہے ہی کون تمہارا۔وہ چچا جس نے پلٹ کر دیکھا ہی نہیں تمہارے حالات کو۔۔۔۔ہاہاہا۔۔۔۔

اسکا تمسخر اڑاتا قہقہہ چار سو دکان میں پھیل گیا تھا۔

تو پھر کیا فیصلہ ہے تمہارا؟دوستی کروگی مجھ سے؟؟

کاشف نے سارا سامان اور بل کاؤنٹر پہ رکھا اور اس سے دوستی کیلیے ایک بار پھر کوشش کی۔

سنو اگر دوستی کرلیتی ہو نا مجھ سے تو یہ سارا سامان مفت میں لے جاؤ اور یہ پیسے بھی تم رکھ لینا۔اپنی امی کو نہ بتانا۔کام آجائیں گے تمہارے۔

خباثت سے مسکراتے ہوئے اس نے ایک اور آفر دی تھی۔

انا نے جلدی جلدی پیسے گن کر کاؤنٹر پہ رکھے اور سامان اٹھا کر گھر کی طرف چل دی۔

گھر میں داخل ہوتے ہی اس نے سامان اور بقایا پیسے میز پہ رکھے اور جلدی سے خود کو کمرے میں بند کرلیا۔وہ اس وقت کسی صورت بھی اماں کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔ہاتھ پاؤں ابھی تک کپکپا رہے تھے۔ضبط کی وجہ سے چہرہ لال سرخ اور ہوائیاں اڑی ہوئیں تھیں۔دل کی ڈھڑکن کسی صورت نارمل نہیں ہورہی تھی اور آنسو تھے کہ امڈے ہی چلے آرہے تھے۔

آج سے پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔یہ کونسا چہرہ تھا جو آج اس نے دنیا کا دیکھا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

خوف نے اسکے گرد گھیرا تنگ کیا۔اسے گھر سے باہر جانے سے بھی خوف محسوس ہورہا تھا بلکہ نہیں۔۔۔اسے تو گھر کے اندر بھی اپنا آپ غیر محفوظ لگ رہا تھا۔

ایسا نہیں تھا کہ ایسی نظروں کا سامنا اس نے پہلی بار کیا تھا مگر وہ کبھی بھی خوف زدہ نہیں ہوئی تھی اور نا ہی کبھی کسی نے اس سے کلام کرنے کی جرات کی تھی۔پہلی بار اسے احساس ہوا تھا کہ وہ کیا کھو چکی ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .com

ابا۔۔۔۔ابا۔۔۔۔اماں کہہ رہی ہیں گھر کا سامان ختم ہوگیا ہے۔آپ لادیں۔یہ اماں نے سارا سامان ایک کاغذ پہ لکھ دیا ہے۔۔اس نے جھٹ سے کاغذ ابا کے سامنے

رکھا۔

یہ چیزیں تمہاری اماں نے لکھوائی ہیں؟پوری لسٹ کو بغور پڑھتے جب آخری چند چیزوں پہ نظر پڑی توابا نے ٹھٹک کر اسکی طرف دیکھا تھا۔

نہیں ابا یہ میں نے لکھی ہیں۔۔اسکی چوری پکڑی گئ تھی۔دل ایک دم خوف سے ڈوب کے ابھرا تھا کہ کہیں ابا کو غصہ ہی نہ آجائے۔

اپنی ماں کی اجازت کے بغیر آئندہ کوئی چیز لسٹ میں شامل نہ کرنا۔۔انہوں نے کاغذ کو تہہ لگا کر جیب میں رکھا اور سامان لینے کاشف کی دکان پہ چل دیے۔

کیا چیزیں لکھی تھی تم نے؟صائمہ نے صفدر علی کے گھر سے نکلتے ہی اسکی کلاس لینا شروع کردی تھی۔

کچھ نہیں۔۔۔بس چکن اسپریڈ،جیم اور چپس کا ایک پیکٹ۔۔ان کے سختی سے پوچھے گئے سوال کا کمال اطمینان سے جواب دیا تھا۔انکے غصے کو تو وہ ویسے بھی کسی خاطر میں نہ لاتی تھی۔

اچھا اور ایسا کیا ہوا کہ تمہارا اتنا دل کیا ان چیزوں کے لیے؟؟وہ اس کی رگ رگ سے واقف تھیں۔وہ جانتی تھی کہ انا صفدر جب علیشہ اور فائزہ کے پاس چیز دیکھتی ہے تبھی ضد کرتی ہے۔

کچھ نہیں اماں۔بس کل قاسم چچا لائے تھے تو میرا بھی دل کیا۔۔اس نے صاف گوئی سے کام لیا تھا۔

ابا۔۔۔۔۔تقریبا بھاگتے ہوئے گئی اور دروازے پہ کھڑے صفدر علی کے ہاتھوں سے شاپر لے کر جلدی جلدی چیزیں نکال کر میز پہ رکھنے لگی۔چہرہ خوشی کے مارے تمتما رہا تھا۔۔۔مگر یہ کیا۔۔۔صرف دس روپے والے چپس کے پیکٹ کے علاوہ اور کوئی بھی اسکی مطلوبہ چیز شاپر میں موجود نہ تھی۔

ابا۔۔جیم اور چکن اسپریڈ نہیں لائے؟؟اس نے شکوہ کناں نظروں سے باپ کی طرف دیکھا۔

ہاں۔۔۔۔دکان پہ نہیں ملی۔۔۔ختم ہوگئیں تھیں شاید۔۔۔صفدر علی نظریں چراتے کمرے میں چلے گئے جبکہ انا وہی منہ پھیلائے میز پہ ماتھا ٹکائے کرسی گھسیٹ کے بیٹھ گئی تھی۔

انا ساری چیزیں اٹھا کر کچن میں رکھو بیٹا۔۔صائمہ صفدر نے اپنے دھیان میں اسے آواز دی۔

ارے۔۔۔یہ کیا تم منہ پھلائے بیٹھی ہو؟؟جب وہ کافی دیر تک جگہ سے نا اٹھی تو انہیں اس کی ناراضگی کا اندازہ ہوا۔

اب منہ کیوں پھلایا ہوا ہے۔انہوں نے چپس تو لادی ہیں نا۔۔اس نے مزید منہ پھلایا۔۔۔۔

کہہ کر تو گئے ہیں کہ نہیں ملی دکان سے۔۔

بس میری ہی چیزیں نہیں ملیں۔۔۔ہمیشہ میری ہی چیزیں نہیں ملتی۔۔ہونہہ۔۔۔مجھے پتہ ہے مہنگی لگ رہی ہوں گی ان کو۔۔

جب پتہ ہے مہنگی چیزیں نہیں لاسکتے تو ہم سے ضد ہی کیوں کرتی ہو؟تم کوئی چھوٹی بچی نہیں ہو انا۔۔اب ماشااللہ دسویں جماعت کی طالبعلم ہو۔۔

آپ بس مجھے ہی سمجھاتی رہنا اماں کہ بچی نہیں ہو۔اس کلاس میں ہو اور اس کلاس میں ہو۔۔۔۔کبھی ابا کو بھی سمجھایا کریں۔۔۔قاسم چچا بھی تو ہیں۔۔۔ہر چیز لاکر دیتے ہیں اپنی بیٹیوں کو اور میں تو پھر اکلوتی

ہوں۔

قاسم چچا کی کمائی تمہارے ابا کی کمائی سے زیادہ ہے نا چندہ۔۔۔انہوں نے رسان سے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔

ہاں تو ابا کو بھی چاہیے تھا کہ تھوڑی محنت زیادہ کرلیتے اور تھوڑا زیادہ پڑھ لیتے۔آج ہم بھی ہر چیز خرید سکتے۔۔۔اب کی بار اسکا لہجہ بھی گستاخی تھا۔

افففف۔۔۔۔۔۔چپس پہ شکر مت کرلینا تم۔۔۔تم نا شکری ہی رہنا انا۔۔۔اور میں آخر کب تک تم سے مغز ماری کرتی رہوگی۔۔۔اپنا سر پیٹتی وہ اٹھ کر کمرے میں صفدر علی کے پاس چلی گئیں تھیں۔

لا دیتے۔۔۔اب وہ منہ پھلائے بیٹھی رہے گی۔۔انہوں نے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

اگر جیب اجازت دیتی تو کیوں نہ لا کر دیتا۔اتنا مہنگا تھا۔تم جانتی تو ہو ہم تو اپنی بہت سی اہم ضرورتوں سے بھی نظریں چرا جاتے ہیں تو پھر

یہ عیاشی اور فضول خرچی کدھر سے کریں۔۔۔انکے لہجے سے بے بسی صاف عیاں تھی۔

میں تو سمجھ سکتی ہوں مگر انا کو کوئی بات سمجھ نہیں آسکتی۔۔۔کتنی بار منع کیا ہے میں نے آپکو اسکو قاسم کے گھر مت لے کر جایا کریں۔جب بھی وہاں سے آتی ہے اور ضدی ہوجاتی ہے۔

کس کس بات پہ پہرہ بٹھائیں گی آپ؟؟بات کے اختتام پر انہوں نے چہرہ کا رخ دوسری طرف پھیر لیا تھا کہ ان کے چہرے پہ نمودار تکلیف کے اثرات کہیں صائمہ بیگم نہ بھانپ جائیں۔

بس اللہ ہی کسی طرح اس لڑکی کو ہدایت دے میں تو بس دعا ہی کرسکتی ہوں۔۔۔کافی دیر تک وہ صوفے پہ بیٹھی بیڈ پہ بچھی چادر کے ڈیزائن کو گھورتی رہی۔۔۔۔آج وہ کر بھی کیا سکتی تھی ایک تو غربت نے ستا مارا تھا اور دوسرا انا کی خود سری اور بدتمیزیوں نے انکا سکون غارت کردیا تھا۔

اسے اچانک سوجھی کیا یہ چکن اسپریڈ اور جیم کی؟؟اس خیال کے آتے

ہی انہوں نے رخ دوبارہ ان کی طرف موڑا اور سوالیہ نظروں سے صائمہ بیگم کو گھورنے لگے۔

سوجھنی کہاں سے تھی۔کل قاسم ہی لے آیا تھا اپنی بچیوں کیلیے۔خاص طور پہ علیشہ اور فائزہ کے پاس چیز دیکھ کر تو وہ آنا کا مسئلہ ہی بنا لیتی ہے۔

اسکا نام بھی تو انا ہے۔کیا کریں۔ویسے بھی ناسمجھ ہے۔ابھی بچی ہی تو ہے۔۔بیٹی کی محبت نے اسکی طرف داری پہ صفدر علی کو مجبور کردیا تھا۔

ہونہہ۔۔۔۔آپکی امی کو بہت پسند تھا یہ نام۔۔۔انکی فرمائش پہ رکھا گیا تھا حالانکہ میں نے تو آپکو دبے لفظوں میں منع بھی کرنا چاہا تھا۔انہوں نے خفا خفا سے انداز میں صفدر علی کو باور کروایا۔

اور عمر کی بھی خوب کہی آپ نے اس عمر کی لڑکیاں اتنی بھی ناسمجھ نہیں ہوتیں مگر آپکی بیٹی تو کچھ زیادہ ہی۔۔۔۔۔۔۔

اچھا۔۔۔۔اچھا۔۔۔بس بھی کرو نا اب۔سنبھل جائے گی۔۔۔اس سے پہلے

کہ انکا پارہ آسمان کو چھوتا صفدر علی نے پرسکون کرنے کی کوشش کی۔

مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آتی صفدر۔۔۔کافی دیر بعد انہوں نے صفدر علی کو دوبارہ مخاطب کیا جبکہ وہ جواب دیے بنا یونہی آنکھیں موندے لیٹے رہے۔

مجھے پتہ ہے آپ جاگ رہے ہیں۔۔۔کافی دیر تک جب صفدر علی خاموش رہے تو وہ کہے بنا نہ رہ سکیں۔

جی۔۔۔جاگ رہا ہوں۔۔۔مگر اب پھر سے میری اماں محروم کے بارے میں کوئی بات نہیں کریں گیں آپ۔۔۔

میں انکی کوئی بات نہیں کررہی۔۔

اچھا چلیں بتائیں پھر اور کیا بات ہے؟

قاسم کوئی اتنی بڑی پوسٹ پہ بھی نہیں اور نا ہی اسکی تنخواہ کوئی اتنی یادہ ہے جتنا خرچہ ماشاءاللہ انہوں نے اپنے گھر کا اٹھایا ہوا ہے۔۔۔۔انہوں نے بات ادھوری چھوڑتے ہوئے سوالیہ نظروں سے

ان کی طرف دیکھا۔

بس آپ اللہ سے دعا کیا کریں کہ اللہ ہمارا ایمان سلامت رکھے اور ہمارے رزق حلال کی روکھی سوکھی میں ہی پورا ہوجائے۔دوسروں کو جو کرتے ہیں کرنے دیں آپ انکی طرف مت دیکھا کریں۔۔

تو گویا میرا شک صحیح تھا مگر وہ آپکا چھوٹا بھائی ہے آپ اسکو سمجھاتے کیوں نہیں؟؟؟

میں کوشش کرچکا ہوں مگر شاید وہ سمجھنا ہی نہیں چاہتا۔۔

کیا کہا اس نے؟

کہتا ہے اس طرح سے گزارہ نہیں ہوتا۔مجھے ابھی بچیوں کی شادی بھی کرنی ہے۔ایسے تو میری بچیاں خوشیوں کو ترس جائیں گی۔میری بیوی اور بچیاں کسمپرسی کی زندگی گزاریں۔وہ یہ سوچیں کہ میں انکی خواہشات پوری نہیں کرسکتا۔۔مجھ سے یہ سب ہن ہوگا۔۔۔صائمہ بیگم آپ اور انا بھی میرے بارے میں ایسا سوچتی ہوں گی ں اکہ میں آپ کو چھوٹی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چھوٹی خوشیاں بھی نہ دے سکا۔۔آپ کی خواہشات پوری نہ کر سکا؟؟؟

آپ جو بھی کما کر لاتے ہی میں اس میں بہت خوش بہت راضی ہوں
صفدر۔۔خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم حلال کھاتے ہیں اور
انا۔۔۔آپ نے خود ہی تو کہا تھا کہ وہ ابھی بچی ہے سمجھ جائے گی۔

آپ بس مجھ سے ایک وعدہ کریں صائمہ۔۔۔اگر کل کو میں نہ رہا تب
بھی آپ بس میری پینشن میں ہی گزارہ کرلیجیے گا۔میں جانتا ہوں کہ وہ
حالات شاید آپ کیلیے بہت مشکل ہوں گیں اور یہ کہ میں خود غرضی
بھی دکھا رہا ہوں آپ سے یہ وعدہ لے کر مگر پھر بھی آپ مجھ سے
وعدہ کریں کہ قاسم کی یا کسی کی بھی مدد نہیں لینی آپ نے۔۔میری
بچی کے منہ میں ایک بھی لقمہ حرام کا نہیں جانا چاہیے۔۔۔آپ نہیں
جانتی کہ آپ دونوں کو حلال نوالے کھلانے کیلیے
مجھے کتنی جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔اس معاشرے سے اس نظام سے لڑ کر
میں رزق حلال کماتا ہوں۔

آپ ایسی باتیں کیوں کررہے ہیں جن سے مجھے تکلیف۔۔۔۔۔۔

بس یہ وعدہ بہت ضروری ہے اور آج آپکو مجھ سے کرنا ہی ہوگا۔۔انکی بات کاٹ کر وہ اپنی بات پہ اڑے رہے یہاں تک کہ ان کو ماننی ہی پڑی۔

بہت برے ہیں آپ۔۔۔۔جس بات کا خیال میری روح تک کو لہو لہان کردیتا ہے اسکا تذکرہ کتنے اطمینان سے کرتے ہیں آپ۔۔۔اپنی آنکھوں کی نمی کو صاف کرتے ہوئے انہوں نے شکوہ کیا تھا۔

اب آپ بھی مجھ سے وعدہ کریں کہ آئندہ اس قسم کی کوئی بات میں آپ کے منہ سے نہ سنوں۔۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔۔وعدہ۔۔۔کبھی دوبارہ آپکو تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔

اماں لوگوں کے کپڑے کب تک سیتی رہیں گی آپ؟میرا سوٹ کب سیئے گی آخر؟مجھے عید پہ نیا سوٹ ملے گا بھی یا نہیں۔۔۔؟انا نے آس بھری نگاہوں سے اماں کی طرف دیکھا۔

بس اسکے بعد میں تمہارا ہی سوٹ سیئوں گی۔۔۔انہیں خوشی تھی کہ اس

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کی آس نہیں توڑی تھی انہوں نے۔

کیا۔۔۔میرا سوٹ۔۔۔۔۔(وہ خوشی سے چلا اٹھی تھی)۔۔۔آپ میرا سوٹ لے بھی آئیں اماں اور آپ نے مجھے دکھایا بھی نہیں۔۔۔؟؟؟اب کی بار اس کے چہرے پہ خوشی کے ساتھ ساتھ حیرت کا تاثرات بھی نمودار ہوئے۔۔۔۔۔

پر آپ کب لائیں اماں۔مجھے دکھائیں نا کہاں ہے میرا سوٹ؟؟

جب سل جائے گا تو دیکھا دوں گی تمہیں۔۔ابھی جاؤ اور جاکر برتن دھو شاباش۔۔۔۔۔

انہوں نے اسے ٹالنا چاہا۔

نہیں نا اماں مجھے ابھی دیکھنا ہے اپنا سوٹ۔۔۔بلکہ آپ رہنے دیں۔۔ادھر ہی کسی شاپر میں ہوگا۔۔۔میں خود ہی ڈھونڈ لیتی ہوں۔۔وہ ادھر ادھر بکھرے شاپر ٹٹولنے لگی۔

انا ان شاپروں کو مت چھیڑو بیٹا۔۔اس میں سوٹ استری کرکے رکھیں

ہیں میں نے کہا نا کہ تمہیں سوٹ مل جائے گا۔

اس میں کیا ہے۔کچھ ان سلا ہے۔۔۔اس نے شاپر الٹایا تو اس میں سے لان کا ایک سفید اور ایک کالے رنگ کا پلین پیس برآمد ہوا۔

اماں کہیں یہ تو میرا سوٹ نہیں ہے؟؟اس نے سوالیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھا۔

جب یہ سلے گا نا تو بہت اچھا لگے گا۔تم انکو چھوڑو اور جاکر اپنا کام کرو۔۔

انا نے دونوں پیسز کو سامنے پھیلایا اور نظروں سے ان کی پیمائش کرنے لگی۔اماں کا ہاتھ بٹا کر اور ان کو دیکھ دیکھ کر کچھ نا کچھ سلائی کی سمجھ بوجھ اس کو بھی آ ہی گئی تھی۔اگر ایک پیس کا فرنٹ اور ایک کا بیک بنایا جائے تو بھی آستیوں کیلیے کپڑا نکالنا مشکل ہوجائے گا اور اگر بچے کچے کپڑے کو جوڑ لگا لگا کر پٹیاں سیئے تو شاید بلیک اینڈ وائٹ سلیو بن جائیں۔

اماں اس میں تو قمیض بھی مشکل ہی بنے گی میں ڈوپٹہ اور ٹراؤزر کا کیا کروں گی؟؟

دوپٹے اور ٹراؤزر کا کیا کرنا ہے۔تمہارے پاس کالے رنگ کا ڈوپٹہ اور پاجامہ ہے نا۔۔تم اسکے ساتھ پہن لینا۔۔انہوں نے منہ سے دھاگہ توڑتے ہوئے کہا۔

اماں۔۔۔پچھلی عید پہ میں نے تین سوٹ بنائے تھے۔اس عید پہ اتنا بھی کیا ہوگیا اماں کہ ایک سوٹ بھی ڈھنگ سے نہیں بن پایا۔۔۔بظاہر عام سے لہجے میں کیا گیا شکوہ تھا مگر اسکے پیچھے چھپی درد کی ایک داستان تھی۔

پچھلی عید۔۔۔۔۔(انکے لبوں پہ سسکی سی آکر رکی)۔۔۔تمہیں یاد ہے پچھلی عید پہ میں نے اور تمہارے ابا نے اپنے حصے کے سوٹ بھی تمہیں بنا دیئے اور خود پرانے پہن کے عید گزار دی تھی۔تب بھی تمہاری ضد تھی کہ ایک سوٹ نہیں لوں گی۔عید کے تین دن ہی تو تین سوٹ ہی سلوا کردو۔۔تمہیں احساس بھی ہے انا کہ کس طرح

تمہارے ماں باپ نے اپنے حصے کی خوشیاں تمہاری خوشی کیلیے قربان کردی تھیں۔۔اب بھی۔۔۔۔۔اب بھی میں تو پرانا سوٹ پہن کر گزارہ کرلوں گی مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ تم تب بھی خوش نہیں ہوئیں تھیں۔۔۔تمہیں تب بھی ان کپڑوں کے سستے ہونے پہ اعتراض تھا۔تمہیں تو بیش قیمت اور اعلی اور معیاری کپڑا چاہیے ہوتا ہے۔کہاں سے کروں میں تمہاری خواہشات پوری؟؟؟جن کے دم سے تم اتنے نخرے کرتی تھیں نا اب نہیں رہے ہیں وہ۔۔۔بات کے اختتام تک وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھیں۔

پچھلی عید کا منظر ایک فلم کی طرح آنکھوں کے سامنے گھوم گیا تھا۔وہ خاموشی سے اٹھ کر کمرے میں چلی گئی۔

کتنی خوش تھی وہ کہ اسکے پاس عید کے تینوں دنوں کیلیے تین سوٹ موجود تھے۔اپنی خوشی میں وہ یہ بھی نا جان سکی تھی کہ اس کے ماں باپ تو پرانے کپڑوں میں ہی عید منا رہے ہیں۔۔۔اس نے تو ان سے عید کے پہلے دن نئے کپڑے پہننے کا حق بھی چھین لیا تھا۔وہ بے چارے

صبر شکر کرتے اسے خوشی سے ادھر ادھر منڈلاتا دیکھ کر ہی خوش ہوگئے تھے۔

لیکن پھر جب قاسم چچا علیشہ اور فائزہ کے ساتھ انکے گھر عید ملنے آئے تھے تو انکے برانڈڈ کپڑوں کے آگے انا کو اپنے کپڑے انتہائی حقیر لگے تھے۔چند پل میں اسکی ساری خوشی خاک میں جا ملی تھی۔

انکے جانے کی دیر تھی اور پھر وہی تماشہ شروع تھا۔وہی رونا دھونا جو وہ ہمیشہ مچاتی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صفدر علی اپنے دوست کے گھر عید ملنے گئے تھے اور انکے جاتے ہی اس نے شکایات کا انبار صائمہ صفدر کے آگے ڈھیر کردیے تھے۔

کیا آپ لوگ مجھے ایک برانڈڈ سوٹ نہیں دلوا سکتے تھے

اماں؟کیوں۔۔کیوں ابا ہر وقت اتنی کنجوسی کرتے ہیں؟اپنی اولاد کی خوشیوں کا کوئی خیال تک نہیں۔۔۔

کیوں پیسہ اس قدر عزیز ہے۔میں اکلوتی بیٹی ہوں میری خوشی کا کچھ بھی

احساس نہیں ہے۔کیا کرے گیں آپ لوگ پیسوں کو سنبھال سنبھال کر۔۔۔حد ہوتی ہے اماں آپ لوگوں کو پیسے سے آج اتنی محبت کیوں ہے؟اللہ جی اس طرح کے لوگوں کو اولاد ملنی ہی نہیں چاہیے تھی۔۔۔اب کی بار وہ تو رو رو کے اللہ سے شکوہ کر رہی تھی۔

بس کردو انا بس کردو۔۔تمہاری بدتمیزیاں اب عروج کو پہنچ چکی ہیں۔بند کرو اب یہ رونا دھونا۔۔۔عید کا دن ہے۔تمہارے ابا آنے والے ہیں اور کیوں انکی عید خراب کرنے پہ تلی ہوئی ہو؟؟خبردار جو انکے سامنے تمہاری ذرا بھی آواز سنی میں نے۔۔بہت ستایا ہوا ہے تم نے ہمیں۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ اسکی مزید طبیعت صاف کرتیں باہر سے آتی صفدر علی کے اسکوٹر کی آواز نے انکو خاموش ہونے پہ مجبور کردیا تھا جبکہ انا پیر پٹختی کمرے میں چلی گئی تھی۔

انا۔۔۔انا۔۔۔۔(صفدر علی نے گھر میں داخل ہوتے ہی اسے پکارا تھا)۔۔۔یہ انا کہاں ہے؟میں اسکے لیے سموسے لایا تھا۔۔

کہیں نہیں یہی کمرے میں ہے۔میں ابھی بلاتی ہوں اسے۔۔

کیا مطلب بلاتی ہوں اسے؟بھئی کب سے آوازیں دے رہا ہوں وہ آ کیوں نہیں رہی؟؟حیرت بھری نگاہوں سے انہیں تکتے وہ کمرے کی طرف بڑھ گئے تھے جہاں انا گھٹنوں میں سر دیئے مسلسل رو رہی تھی۔

انا۔۔۔۔۔انہوں نے اسے پکارتے ہوئے بازو سے اٹھانے کی کوشش کی مگر رد عمل میں اس نے مزید سختی سے بازوؤں کو ٹانگوں کے گرد لپیٹ دیا۔

کیا ہوا ہے اسے۔۔۔یہ کیوں ایسے رو رہی ہے؟

کچھ نہیں ہوا۔۔آپ پریشان مت ہوں۔بس میں نے ایسے ہی ذرا سا ڈانٹ دیا تھا۔۔صائمہ بیگم نے انکی تسلی کیلیے جھوٹا بہانہ گھڑا کہ وہ جانتی تھی سچ انکو بہت تکلیف دے گا۔

اررے۔۔۔۔۔کیوں ڈانٹا تم نے۔۔عید کا دن تھا کچھ تو خیال کرتی۔۔اپنی بیٹی کا رونا انہیں انتہائی تکلیف دے رہا تھا۔

انا۔۔۔۔انہوں نے دوبارہ اسکا بازو ہٹانے کی کوشش کی مگر وہ یونہی

ڈھیٹ بنی بیٹھی رہی۔۔بازوؤں کو مزید سختی سے ٹانگوں کے گرد لپیٹے رکھا۔

انا۔۔۔ماں سے ناراض ہو مجھ سے تو نہیں نا۔۔اچھا دیکھو تمہارے لیے سموسے لایا ہوں۔۔۔۔انا۔۔۔۔۔چلو میں اپنی بیٹی کو اپنے ہاتھ سے کھلاتا ہوں۔۔۔کافی دیر تک انکا سموسہ پکڑے ہاتھ ہوا میں معلق رہا مگر وہ ٹس سے مس نا ہوئی۔تھک ہار کر سموسہ واپس رکھا اور بے بسی کی تصویر بنی صائمہ بیگم کی طرف دیکھا۔

چھوڑ دیں آپ اسے۔۔جانتے تو ہیں کتنی ضدی ہے۔جب موڈ ٹھیک ہوگا تو خود ہی کھالے گی۔۔

ظہر کی اذان سنتے ہی وہ اٹھے اور نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد چلے گئے۔

بہت افسوس کی بات ہے انا۔۔وہ تمہارے لئے سموسے لائے تھے کہ چلو عید کا دن ہے سب مل کر کھالیں گیں مگر کیا مجال ہے کہ تم باپ کی خوشی کا خیال کرلو کبھی۔۔۔انہیں انا کی ہڈھرمی پہ بہت افسوس ہوا

تھا۔صفدر علی کا بجھا بجھا چہرہ دیکھ کر ان کا دل حقیقی معنوں میں دکھا تھا۔

باپ کو بھی ہماری خوشی کا خیال ہونا چاہیے نا اماں۔۔۔

بہت افسوس ہے انا مجھے تم پر۔۔جب ہم تمہارے ساتھ نہیں ہوں گے نا تو تمہیں اندازہ ہوگا کہ ہم تمہارے لیے کیا تھے۔۔۔

اب بھی آپ لوگ میرے لیے کچھ نہیں ہیں۔۔۔کیا ہی کیا ہے آپ لوگوں نے میرے لیے۔۔میری کونسی خوشی کا خیال کیا ہے آپ لوگوں نے۔بہت خود غرض ہیں آپ لوگ۔۔۔صرف پیسوں سے لگاؤ ہے اور ان کو جمع کرنے سے مطلب۔۔۔

میں اب بھی یتیموں والی زندگی گزار رہی ہوں۔۔آپ لوگوں کے ہوتے ہوئے بھی ترس ترس کر زندگی گزار رہی ہوں۔۔۔سفاکی کی انتہا کرتی وہ ہچکیوں سے رونے لگی تھی جبکہ صائمہ صفدر اسے افسوس اور دکھ بھری نظروں سے دیکھتی کمرے سے باہر چلی گئیں تھیں۔

آنسو اسکی آنکھوں سے بھل بھل گرنے لگے تھے۔ماضی سے باہر آئی تو اسے احساس ہوا کہ اپنے کمرے میں موجود تھی۔

ابا۔۔۔۔ابا۔۔۔یہ لفظ ایک سسکی کی طرح اسکے لبوں پہ آکر رک گیا تھا۔

اسکا دل چاہا کہ وہ بے تحاشا روئے۔اتنا روئے کہ اسکی ذات بھی آنسوؤں میں تحلیل ہوجائے۔

اس کا دل چاہا کہ اس کی سانسیں رک جائیں۔اس کے دل کی ڈھڑکن تھم جائے۔

اس کی سانسیں رکنے لگیں تھیں۔

اب کون مجھے منائے گا۔کون میرے منہ میں نوالے ڈالے گا۔میرے ناز نخرے اٹھانے والا اب نہیں رہا۔۔صحیح کہا اماں نے اب میرے نخرے اٹھانے والا کوئی نہیں۔

اتنی اذیت،اتنی تکلیف۔۔۔۔۔اسکا دل شدت غم سے پھٹنے کو تیار تھا۔یہ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

درد اسکی برداشت سے باہر تھا۔

سارا سامان اور بقایا پیسے لاکر اس نے میز پر رکھ دیے تھے اور اماں کی نظروں سے بچتی بچاتی خود کمرے میں آگئ تھی۔

ابا کی زندگی میں بھی جب وہ کالج جانے کیلیے گھر سے باہر نکلتی تھی تو گھر کے سامنے موجود دکان پہ کھڑا کاشف مسلسل اسے اپنی نگاہوں کی زد میں رکھتا تھا۔یہاں تک کہ اسکوٹر گلی عبور کرتا نظروں سے اوجھل ہوجاتا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

مگر اسے کبھی کسی کی نظروں سے خوف محسوس نہ ہوا تھا اور آج جبکہ ابا اس دنیا میں نہیں رہے تھے تو اسے اپنا آپ گھر کی چار دیواری میں بھی غیر محفوظ لگ رہا تھا۔

اگر آج ابا ہوتے تو اسکی اتنی ہمت کبھی نہ ہوتی کہ وہ ایسی بکواس کرسکتا۔۔۔۔لگتا ہے کسی نے سر سے آسمان ہی کھینچ لیا ہو جیسے۔۔۔

میرے ابا۔۔۔۔۔میرا سائبان۔۔۔۔۔آہ۔۔۔۔۔

باپ کی ذات ایک گھنے سایہ دار درخت کی طرح ہوتی ہے۔اگر خدانخواستہ یہ بچھڑ جائے تو زندگی ایک کڑک تپتی دھوپ کی زد میں آجاتی ہے۔

ایسی تپتی کڑکتی دھوپ جس کی تپش سے سارا جسم جھلس کر رہ جاتا ہے مگر یہ بھی سچ ہے کہ جب تک اس درخت کی چھاؤں میسر رہتی ہے۔۔ اسکی قدر ہی نہیں ہوتی۔

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

♥ختم شدہ♥

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلیئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلیئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین